

کس سے بڑھ کر کیا ہے اعلیٰ ترین طرح کی دانش

اسلام میں علاقہ کی اہمیت

ہر مال و زمین اور پانی کے لیے ایک ضروری کتاب

مکمل کتاب



پیشینہ پبلشرز، محب بلائے اقبال روڈ، صلیب چوک، لاہور
اتحاد شاہدین اسلام، لاہور

ہر ماں بہن اور بیٹی کیلئے

ایک ضروری کتاب

اسلام میں پردہ کی اہمیت

مولانا اشیرف علی تھانوی

تحسین بیچلر
سمیٹی چوک راولپنڈی
احاطہ شاہد ریال روڈ بازار لاہور

ضابطہ

اس کتب کی کتابت، کمپوزنگ اور ٹائپنگ
ڈیزائننگ تحسین سچین آرٹسٹان مین کی گئی اور
فصل شریف پرنٹرز نے اسے پرنٹ کیا
لہذا جملہ حقوق بحق تحسین سپیشلرز محفوظ ہیں

قیمت 12 روپے

تحسین سپیشلرز محبوب پلازہ اقبال روڈ کھیتل چوک راولپنڈی
احاطہ شاہد ریاں۔ اردو بازار۔ لاہور

- عوامی کتاب گھر لاہور • مکتبہ دیوبند قصہ غزنی بازار پشاور
- جنس مقبل اینڈ سنس لاہور • کتب خانہ مقبول عام فیصل آباد
- رشید اینڈ سنس کبیرہ قصہ • کتابستان شاہی ارباب پور
- اسلامی کتب خانہ بلاک گفٹرھا • چوہدری بکسٹون دینہ
- حاجی نذر حسین اینڈ سنس راولپنڈی • حافظ بکسٹون سیالکوٹ
- غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ • لالہ بکسٹون ٹرسٹ سیالکوٹ

تمہید

جناب ایڈیٹر صاحب نے عورتوں کے پردہ مرتوجہ کے متعلق
ایک سوال حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں بھیجا تھا تاکہ اس کے متعلق شریعت کا حکم معلوم کیا جاوے۔ چنانچہ
حضرت نے اس کا جواب نہایت جامع و مدلل تحریر فرما کر ارسال فرمادیا
تھا جو الانصار مورخہ ۲۴ جون ۱۳۸۸ء میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ اس
جواب کو دیکھ کر بعض خیر خواہان دین کی خواہش ہوئی کہ اس کی تسہیل
شرح سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ عام طور پر دین اور علوم دین سے
اس قدر بے تعلقی ہو گئی ہے کہ مضامین دینیہ کا سمجھنا لوگوں پر بہت ہی
مشکل ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت نے اس کو منظور فرمایا اور برادر مکرم
مولوی ظفر احمد صاحب کو تسہیل فرمادی۔

اب علی الترتیب لول ایڈیٹر صاحب الانصار کا سوال اور پھر اس کے
نیچے بطور شرح کے اصل مضمون کی شرح نقل کی جاتی ہے۔ جس سے
امید ہے کہ طالب حق کو تسلی ہو جائے گی۔ ہاں جو لوگ ایک رائے قائم
کر چکے ہیں اور دین سے بے تعلقی اختیار کر چکے ہیں اور حیاء و شرم کو
بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ ان کے لئے ایسے ایسے ہزاروں رسالے بھی
کافی نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ اس پوری تحریر کو نظر انصاف سے ملاحظہ
فرمائیں گے اور پردہ جو مستورات کے لئے مایہ ناز اور محافظ عصمت ہے
اس میں کمی فرما کر خسر الدنیا والاخرہ کا مصداق نہ بنیں گے۔ والسلام

احقر مدیر

پردہ کی حقیقت

سوال: حضرت مولانا! ظلمکم اعلیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج اقدس؟ چند سوالات بھیجتا ہوں امید کہ جناب ان کے جوابات سے معارف فرمائیں گے۔

۱۔ پنجاب میں شریف عورتیں بلا استثناء برقعہ اوڑھ کر پیدل یا تانگہ میں سوار ہو کر رشتہ داروں سے ملنے یا دوسری دینی و دنیاوی ضرورتوں سے بے تکلف باہر جاتی ہیں۔ اسے وہاں کوئی معیوب نہیں سمجھتا کیونکہ وہاں پردہ کا مفہوم یہی ہے کہ عورت اپنا چہرہ جسم اور زینت غیر محرموں سے مخفی رکھے اور وہاں شرفاء اراذل میں بلا اختیار چیز یہی ہے کہ ادنیٰ طبقہ کی عورتیں کھلے چہرہ پھرتی ہیں۔ شریف خواتین برقعہ اوڑھ کر جاتی ہیں۔ غرض پردہ مرد و شرفاء پنجاب شرعی پردہ کہلا سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو ان کے پردے میں شرعی محدود قباحت کیا ہے؟

۲۔ حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانویؒ مروا ہیں۔

۲۔

یہاں دیوبند میں دیکھا گیا کہ شریف عورتیں نقاب و ستر کے ساتھ باہر نکلنا بھی معیوب خیال کرتی ہیں اور اس سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ کیا مسلمات ایسے ہی پردہ کی مامور ہیں یا چہرہ اور جسم چھپا کر باہر نکلنے کی اجازت ہے؟

۳۔

اگر ہر جوان عورت کے لئے غیر محرموں سے چہرہ چھپانا واجب اور ضروری ہے تو گھر کی خادماں اور باندیاں جو زر خرید نہیں ہوتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں؟ بصورت اول استثناء کی شرعی دلیل کیا ہے۔ بصورت ثانی گھر کے مرد جو ان کے چہرے کی طرف بلا تکلف دیکھتے اور ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

۴۔

بعض گھروں میں جوان یا بڈھے مرد کام کاج کے لئے نوکر رکھے جانتے ہیں اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو تو گھر کی مستورات کا ان کے سامنے چہرہ کھولنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

۵۔

سیاہ فام بد صورت جوان عورت جس کے چہرہ کھولنے میں

کسی فتنہ کا خوف نہیں۔ اگر وہ چہرہ نہ چھپائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟

۶۔ کسی سلیم الفطرت مامون عن الشهوت جوان آدمی کا کسی غیر محرم خوبصورت جوان عورت سے بلا ضرورت شدید ہم کلام ہونا اور گفتگو کرتے ہوئے بلا شہوت اس کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی عدم جواز کی دلیل کیا ہے۔ یہ بات پیش نہادِ خاطر اطہر رہے کہ بعض صحابیات کھلے چہرے کے ساتھ حضور سید العرب والجمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوتی تھیں اور خاکسار کو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انہیں پردہ کا حکم دیا ہو۔

۷۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آیت حجاب صرف امہات المؤمنین کے لئے نازل ہوئی تھی۔ عامہ مسلمات اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ کیا یہ خیال صحیح ہے؟ والسلام (خاکسار ابوالقاسم) ۸ جون ۱۹۲۸ء

جواب لہ منجانب حضرت حکیم الامتہ

رحمۃ اللہ علیہ

مسلمان عورت جو آزاد ہو زرخید باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو جوان ہو یا بوڑھی اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک بجز پیروں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے اور یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

دوسرے یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے یہ درمیانی درجہ کا پردہ ہے تیسرے یہ کہ عورت دیواریا پردہ کے پیچھے آؤں میں رہے کہ اس کے کپڑے پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے اور یہ تینوں درجے قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ اور شریعت میں ان کا حکم موجود ہے۔ چنانچہ آیت و لَّا یُبْدِیْنَ زَیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ

یعنی یہ اصل جواب کی شرح و تفصیل ہے

اور حدیث یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتْ الْمَخِیْضَ لَنْ یُصْلِحَ اَنْ یُرَى مِنْهَا اِلَّا هَذَا وَ اَشَارَ اِلَی وَجْهِهِ وَ کَفَّیْهِ رَوَاهُ ابُو داؤد میں پہلے درجہ کا ذکر ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ عورتیں اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے (غالباً) کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ کی گئی ہے (کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور پیروں کو فقہاء نے قیاساً اس میں داخل کیا ہے) حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سو اس کے اور اس کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلی پر اشارہ فرمایا اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور ایک آیت میں ہے یَذْنِبْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلْبَابٍ بَیْنَهُنَّ کہ عورتیں اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔ اور ایک حدیث میں جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے وار د ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو عید کی نماز کو کیوں کر جائے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر اڑھاوے اور ایک حدیث میں ہے جس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنی ازار کو (پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے لٹکائے تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکالیا کرے۔ ان احادیث و آیت میں پردہ کے دوسرے درجہ کا ذکر ہے۔ اور ایک آیت میں ہے وَ قَرْنَ لَیْ یَبُوْنُکُنَّ (اور اے بیویو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو) اور ایک آیت میں ہے وَ اِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ (اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو) اور ایک آیت میں ہے وَ لَا تَخْرُجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَآیْہِ (اور عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ خود نکلیں) اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ام سلمہ و میمونہ رضی اللہ عنہما سے) فرمایا کہ ان سے پردہ کرو (یعنی عبد اللہ بن ام مکتومؓ نہایت سے) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں

نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ اندھا نہیں ہے جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پھر تم بھی اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں اس کو امام احمد و ترمذی و ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس سے (یعنی زمعہ کے باندی زادہ سے) پردہ کرو۔ (حالانکہ آپ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زمعہ ہی کا ہے کیونکہ اس کی باندی کے بطن سے ہے مگر حضرت سودہ کو اس سے پردہ کا) اس لئے (حکم دیا) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت زیادہ پائی (اور عتبہ کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے جو قانون شرعی سے رد کر دیا گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے بعد اس لڑکے نے عمر بھر حضرت سودہ کو نہیں دیکھا۔ اس کو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے) اور ایک حدیث میں ہے الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ کہ عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے (اور اس کے درپے) ہوتا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت

کیا ہے۔ ان آیات و احادیث میں پردہ کے تیسرے درجہ کا ذکر ہے۔ ان سب آیات و احادیث سے پردہ کے تینوں درجوں کا واجب و لازم ہونا ثابت ہو گیا اور یہ کہ شریعت نے ان سب درجوں کا حکم کیا ہے۔ البتہ ان میں اتنا تفاوت ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس تفاوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں میں سے کوئی درجہ واجب نہ رہے بلکہ اس تفاوت کے ساتھ بھی تینوں درجے واجب ہیں کیونکہ درجات کے تفاوت سے نفس وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا فرض اعتقادی اور فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر فرض دونوں ہیں۔ اور نفس فرضیت دونوں میں موجود ہے اور چونکہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی بجز چہرہ اور ہاتھوں کے باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھولنا بوڑھی عورتوں کو بھی جائز نہیں اور دوسرے تیسرے درجہ کا پردہ چونکہ عارض کی وجہ سے واجب ہے۔ اس لئے ان کے واجب ہونے کا مدار اس عارض ہی پر ہے جہاں وہ

عارض موجود ہوگا وہاں یہ درجے ہوں گے اور جہاں عارض موجود نہ ہوگا وہاں یہ درجے بھی واجب نہ ہوں گے اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے اَسْتَشِرُّهَا الشَّيْطَانُ الْحَدِيثُ کہ جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے فَيُطَمِّعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَوْضِعٌ کہ جس کے دل میں خرابی ہے وہ ہوس کرنے لگے گا۔ رہا یہ کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے۔ اور کہا نہیں۔ اس کی تعین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی بلکہ قرآن میں اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرمادیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ يَدَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَإِنْ يَسْتَغْفِنَ فَخَيْرٌ لَّهُنَّ ط (ترجمہ) اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار رکھیں (جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے) بھر طیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ جو بوڑھی

عورتیں نکاح کے قابل نہیں رہیں ان کو زینت ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں جس سے مراد تمام بدن ہے۔ ہاں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا جس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے۔ پس بوڑھی عورتیں اگر ان زائد کپڑوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے (جیسے برقع و چادر) تو اس میں گناہ نہیں لیکن اگر یہ بڑی بوڑھی اس سے بھی احتیاط رکھیں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ اختیار کریں تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے وَأَنْ يَسْتَغْفِنَ فَخَيْرٌ لَّهُنَّ کا مطلب یہی ہے۔ اس آیت نے بتلادیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے جو نکاح کے قابل نہیں رہیں اور ان کے سوا جوان اور ادھیڑ عورتوں سے اندیشہ فتنہ کی نفی نہیں کی گئی بلکہ ان میں یہ اندیشہ موجود ہے اور یہی وہ عارض ہے جس پر دوسرے اور تیسرے درجہ کے واجب ہونے کا مدار تھا۔ اور جب شارع نے جوان اور ادھیڑ عورتوں کے بارے میں یہ حکم کر دیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے۔ اب کسی کو اپنی رائے سے یہ کہنے کا اختیار

نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں لقولہ تعالیٰ 'وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے (یعنی اختیار باقی نہ رہے گا۔ بلکہ اس پر عمل کرنا ہی واجب ہوتا ہے) یہ تفاوت تو ان درجوں میں احتمالِ فتنہ کے شرط ہونے اور شرط نہ ہونے کے اعتبار سے تھا کہ پہلے درجہ کے واجب ہونے میں احتمالِ فتنہ شرط نہیں بلکہ وہ ہر حال میں واجب ہے۔ اور دوسرے تیسرے درجہ کے واجب ہونے کے لئے احتمالِ فتنہ شرط ہے۔ ایک تفاوت ان درجوں میں اور ہے جس کے سمجھنے کے لئے اول اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پردہ کے ان تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع ان سے مستثنیٰ ہیں۔ جس کی دلیل حاری کی یہ حدیث ہے کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ قضاء حاجت کے لئے نکلیں۔ (پھر کچھ قصہ اس کا

بیان کر کے فرمایا کہ) حضرت سودہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی ایک حاجت کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھے حضرت عمرؓ نے ایسا ایسا کہا (یعنی یوں کہا کہ اے سودہؓ خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہئے کیونکہ تم چادر برقعہ پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے واسطے نکلنے کی تم کو اجازت دے دی ہے (تفسیر سورۃ الاحزاب) مگر ان تینوں درجوں میں اس اعتبار سے تفاوت ہے کہ کونسی ضرورت کس درجہ میں موثر ہے اور کس درجہ میں موثر نہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جوان اور ادھیڑ اور بوڑھی سب عورتوں پر واجب ہے اس سے بہت سخت مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے۔ جیسے علاجِ معالجہ کی ضرورت یعنی بدولن ایسی سخت ضرورت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور ادھیڑ کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو۔ اور دوسرے درجہ سے جو کہ صرف جوان اور ادھیڑ عورتوں پر واجب ہے بوڑھوں پر واجب نہیں۔ سخت مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے کہ

بہت سخت مجبوری نہ ہو یعنی اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہوگا گو چھپانا ان کو بھی مستحب ہے جیسا پہلے مذکور ہوا۔ اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کو بدون سخت مجبوری کے اجنبی کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا حرام ہوگا۔ چنانچہ فقہاء کا یہ حکم اسی قاعدہ پر مبنی ہے۔ وتمنع الشابة وجوباً عن كشف الوجه بين الرجال لالانه عورة بل الخوف الفتنة كذا في الدر المختار وغيره واللفظ اللدر (ترجمہ) اور جوان عورت کو مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے وجوب کے درجہ میں منع کیا جائے گا۔ نہ اس وجہ سے کہ چہرہ ستر بالذات میں داخل ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جوان عورت کے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے (تو ستر العارض ہوا) یہ درمختار کے الفاظ ہیں اور یہ مسئلہ فقہ کی دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہے اور سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہوگا مگر طیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جائے۔ جیسے اجنبی مرد کا اس کو چھوننا یا اس کا اس کو چھوننا یا اجنبی مرد کو گھورتا یا اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا، لہذا کہ ان سب کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور اس

سخت مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس سے عورت کو گناہ نہ ہوگا۔ اور حدیث میں جو آیا ہے لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۵ نظامی) کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے تو یہ لعنت عورت پر اسی صورت میں ہے جبکہ اس نے بدون سخت مجبوری کے اپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو ورنہ اگر سخت مجبوری سے اس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اس کو گھورا تو اس گھورنے سے عورت کو گناہ نہ ہوگا۔ اور تیسرے درجہ میں مجبوری کی حالت متشکی ہے۔ گو سخت مجبوری یا بہت سخت مجبوری کی صورت نہ ہو مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو۔ اور اس مجبوری کے معنی یہ ہیں کہ اگر گھر سے پردہ سے نہ نکلیں تو کوئی غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلتا جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے جائز ہوگا اور بدون ایسی مجبوری کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلتا جائز نہ ہوگا۔ اور اس دوسرے اور تیسرے درجہ کے پردہ میں مجبوری اور سخت مجبوری کے وقت جو آسان کی گئی ہے۔ اس میں

چونکہ فتنہ کا بھی احتمال ہے گو ضرورت پر نظر کر کے آسانی کر دی گئی اور سختی نہیں کی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ خاص خاص احکام سے اس کا انسداد بھی کر دیا گیا۔ مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان المرأة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فہی کذا وکذا (یعنی عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے) اور ارشاد فرمایا ولكن لیخرجن وهن تغلات لیکن عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں (ضرورت کے وقت باہر نکلتا چاہئے) اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا۔

صفحہ ۹۱ جلد اپس حدیث حسن ہے) خلاصہ ان سب احکام کا یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا درجہ تو واجب ہے اور دوسرا تیسرا اور چہرہ مستحب ہے۔ اور بہت سخت مجبوری کی حالت میں پہلے درجہ میں بھی جو کہ واجب ہے کچھ سہولت و وسعت کر دی گئی اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے پہلا درجہ بھی واجب ہے اور بہت سخت

مجبوری میں اس میں کچھ سہولت و وسعت بھی ہے۔ اور دوسرا اور تیسرا درجہ بھی ان پر واجب ہے اور بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت و وسعت بھی ثابت ہے۔ یعنی اگر سخت مجبوری کا درجہ ہو گو بہت سخت مجبوری نہ ہو تو چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا اجنبی کے سامنے ان کو جائز ہے بشرطیکہ فتنہ و فساد کے احتمال کا انسداد بھی کر لیا جائے۔ یعنی سر اور کلائی اور پنڈلی وغیرہ کا کھولنا حرام ہو گا اسی طرح زیب و زینت کے ساتھ اجنبی کے ساتھ آنا حرام ہو گا اور اگر سخت مجبوری کے درجہ سے کم ضرورت ہو مگر مجبوری متحقق ہو محض خیالی مصلحت نہ ہو تو اس صورت میں برقع کے ساتھ گھر سے باہر نکلتا جوان عورت اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے مگر چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا حرام ہو گا۔ اسی طرح زیب و زینت کے کپڑے پہن کر نکلتا حرام ہو گا والسرہ فی کون المضرورة فی الدرجة الاولى اشدونی الثانية شديدا وفي الثالثة مطلقة کون الرجوب فی الاولى اکدو فی الثانية اکیدا وفي الثالثة مطلقاً فلا بد من ان یکون المغير مبینا للفاعل

اس عبارت کی تفسیل نہیں کی گئی کیونکہ اس میں دلیل کا کہ جس سے عہم کو تعلق نہیں۔ ۱۲

وهو العذر مماثلا في القرة للمغير مبني للمفعول وهو
الوجوب وهذا ظاهر فافهم ط

اس مقام کے متعلق ایک ضروری بات قابلِ اطلاع یہ ہے کہ اوپر جو احکام مذکور ہوئے ہیں۔ ان میں سے جن احکام کا مدار اندیشہ فساد و فتنہ کے ہونے یا نہ ہونے پر۔ ان میں حالات کے بدلنے سے یا ایک ہی حالت میں رائے کے اختلاف سے حکم شرعی بدل سکتا ہے (اور اس قسم کے احکام دوسرے اور تیسرے درجہ کے پردہ میں ہیں کیونکہ پہلے درجہ میں تو شریعت ہی نے خود اس کی تعیین کر دی ہے کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور ضرورت کا درجہ کونسا ہے۔ اس میں کسی کی رائے اور فہم کا کوئی دخل نہیں) مگر جن احکام میں رائے اور فہم کو دخل بھی ہے ان میں اس کا فیصلہ کرنے کا حق کہ فتنہ کا اندیشہ ہے یا نہیں اور ضرورت کا تحقق ہے یا نہیں ان ہی کو ہے جن میں فتویٰ دینے کی لیاقت و قابلیت موجود ہو یعنی جن میں علم دین اور تقویٰ و اخلاص موجود ہو اور اس کے ساتھ ان کی رائے اور فہم بھی صحیح ہو نا اہلوں کی بات اس بارے میں ہرگز نہ سنی

جائے گی۔ خاص کر ایسے نا اہلوں کی جن میں قابلیت کی ایک شرط بھی کسی کمزور درجہ میں بھی نہ پائی جائے بلکہ برعکس اس کے نااہلیت کی تمام شرطیں قوی درجہ میں موجود ہوں جیسا کہ اس وقت جو لوگ پردہ کے مخالف ہیں اور اس رسم کو مٹانا چاہتے ہیں وہ سب اسی قسم کے ہیں جن کی لیاقت کی حالت یہ ہے محض انگریزی پڑھ کر یا قرآن کا ترجمہ دیکھ کر یا برائے نام عربی ادب کی چند کتابیں پڑھ کر اجتہاد کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ سو یہ تو کسی شمار میں بھی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ هَلْ يَسْتَفِيهِ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی (کیسے) برابر ہو سکتے ہیں؟ اور جیسا کہ عارف شیرازی فرماتے ہیں۔

نہ ہر کہ چہرہ افروخت دلبری وائد نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتہ باریک ترز مولیٰ نجاست نہ ہر کہ سر بر اشد قلندری داند
اور حالات کے بدلنے یا رائے کے بدلنے سے جو احکام بدل جاتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ احکام شریعہ زمانہ اور وقت

کے تابع ہیں۔ جیسا بعض نادانوں کا خیال ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع نے خاص قید کے ساتھ حکم کو میان کیا تھا کہ اگر یہ قید پائی جاوے تو یہ حکم ہے نہ پائی جاوے تو دوسرا حکم ہے اب حالات یا رائے کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اس قید کے وجود یا عدم میں اختلاف ہے جس نے قید کو موجود پایا ایک حکم کر دیا۔ جس نے اس قید کو موجود نہ پایا دوسرا حکم کر دیا اور یہ دونوں حکم دراصل شارع ہی کے ہیں۔ خوب سمجھ لو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مساجد اور عید گاہ میں جانے کی اجازت کا اور صحابہ کے زمانہ میں اس سے ممانعت ہو جانے کا مدار اسی قاعدہ پر ہے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساء بعده لمنعن کما صنعت نساء بنی اسرائیل (رواہ مسلم) (ترجمہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کا مشاہدہ فرما لیتے جو عورتوں نے آپ کے بعد اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو (مساجد و عید گاہ میں جانے سے) روک دیتے۔ جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا

تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اپنے اخیر وقت میں) عورتوں کے لئے اسی کو پسند فرمایا اور اسی کی ترغیب دی ہے (کہ وہ نماز کے لئے مسجدوں میں نہ جایا کریں چنانچہ ارشاد ہے لصلوة المرأة فی بیتها الفضل من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مخدعها الفضل من صلوتها فی بیتها (رواہ الطبرانی فی الاوسط بسند جید) کہ عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا محسن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے (اس کو طبرانی نے اوسط میں سند جید سے روایت کیا ہے) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ترغیب پر اکتفا فرمایا۔ سختی کے ساتھ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا کیونکہ اس وقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ضرورتیں زیادہ تھیں..... اور عام طبائع میں نیکی کا غلبہ اور سزا کا خوف ایسا تھا جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کا احتمال کمزور تھا اور بعد میں عام طور پر حالت بدل گئی۔ جس میں عورتوں کی حالت بدلنے کو بھی خاص دخل تھا اور اسی قاعدہ پر فقہاء

متاخرین کا یہ فتویٰ مبنی ہے جس میں انہوں نے بعض محرموں کو نامحرموں کی مثل ٹھہرایا ہے ویکرہ الخلوۃ بالصہرۃ الشابة لفساد الزمان کہ جوان ساس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ زمانہ فساد کا ہے اور اس احتیاط کی اجازت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے سمجھ میں آتی ہے احتجبی منہ یا سودۃ جیسا کہ اوپر گزر چکا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کو ان کے باپ کے باندی زادہ سے پردہ کا حکم دیا) جس میں بطور احتیاط کے شرعی محرم سے پردہ کا حکم ہے (کیونکہ وہ باندی زادہ شرعاً حضرت سودہؓ کا بھائی تھا) دیتا یدہ هذه الفیوی بما فی الترغیب عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلی اللہ وسلم والترمذی ثم قال و معنی کراہتہ الدخول علی النساء علی نحو ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان الحمد بفتح الحاء المهملة وتخفیف المیم والباء الرواؤ بالهمزة ایض هو ابو الزرج ومن اولی بہ

اس عبارت کی تفسیل نہیں کی گئی کیونکہ عوام کو اس کی ضرورت نہیں۔ ۵۱۲

کالاخ والعم وابن العم ونحوہم وهو المراد ہہنا کذا فسرہ اللیث بن سعد اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ فقہاء کا یہ فتویٰ نص کا مقابلہ اور حکم شرعی کی مخالفت نہیں بلکہ حکم کی علت پر نظر کر کے اس فتویٰ میں نص ہی کا اتباع کیا گیا ہے۔ اور اسی کی نظیر فقہاء کا یہ قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہو جانے سے حکم بھی ختم ہو جاتا ہے جس کا اعتبار مولفہ القلوب کے بارہ میں کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض مالدار نو مسلموں کو باوجود مالدار ہونے کے محض دلجوئی کی غرض سے زکوٰۃ وغیرہ میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ حضورؐ کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ اب ان مالداروں کی دلداری اور دلجوئی کی ضرورت باقی نہیں رہی جبکہ ان کے دل میں اسلام مضبوط ہو گیا۔ اور اسی قاعدہ پر امام صاحب اور صاحبین کا یہ اختلاف مبنی ہے کہ امام صاحب نے یومہ عورتوں کے لئے صرف صبح اور مغرب و عشاء کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور صاحبین نے پانچوں وقت آنے کی اجازت دی ہے اور ہر ایک کے قول کی جد اعلیٰ بیان کی گئی ہے اور جوان یا ادھیڑ عورتوں کے لئے بالافتاق سب اوقات

میں ممانعت ہے ملاحظہ ہو ہدایہ۔ مقدمہ ختم ہوا اور اسی مقدمہ میں اجمالی طور سے تمام سوالوں کا جواب بھی آگیا۔ اب صرف اتنا کام رہ گیا کہ تفصیل کے ساتھ ہر سوال کے جواب کو اس پر منطبق کر کے دکھلادیا جائے اور بعض سطعی شبہات کا جواب دے دیا جائے جو سرسری نظر میں واقع ہو سکتے ہیں۔ سو اس کو بھی عرض کرتا ہوں۔

جواب سوال اول :- یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اس میں پردہ کا ایک درجہ جو واجب تھا فوت ہو گیا اور وہ تیسرا درجہ ہے اور اس کو بلا ضرورت چھوڑا گیا کیونکہ تا نگہ پر پردہ ڈال کر بھی تو نکل سکتی ہیں (پھر محض برقع پر کیوں کفایت کی گئی) اور اگر برقع بھڑکدار ہے تو دوسرا درجہ بھی فوت ہوا کیونکہ جن صورتوں میں برقع کے ساتھ نکلنے کی اجازت ہے ان میں یہ شرط ہے کہ زیب و زینت کے لباس میں نہ نکلیں۔

جواب سوال دوم :- ہاں مسلمان عورتوں کو ایسا ہی پردہ کرنا چاہئے کیونکہ ایسے پردہ کا حکم شریعت میں ثابت ہو چکا ہے جیسا اوپر گزرا۔ جس میں صرف ضرورت کے وقت کچھ آسانی اور

وسعت ہو جاتی ہے۔

جواب سوال سوم :- تمام بدن کو چھپا کر صرف چہرہ کھول کرنا عرموں کے سامنے (خادمہ کا) آنا یہ اونٹنی درجہ کا پردہ ہے جو ضرورت اور مجبوری کے وقت کافی ہے باقی (گھر کے مردوں کو اس حالت میں خادمہ کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ حدیث میں 'لعن اللہ الناظر' وارد ہے (کہ خدا تعالیٰ نے دیکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے یعنی جو بلا ضرورت نا محرم کو دیکھے) اور بات چیت اگر ضرورت سے ہے تو ضرورت کی حد تک جائز ہے اور بلا ضرورت لذت نفسانی کے لئے بات چیت کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے اللسان جو فی کہ زبان بھی زنا کرتی ہے (اس کو ایک طویل حدیث میں جاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

جواب سوال چہارم :- نا محرم کے سامنے چہرہ کھولنا عورت کو حرام ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ خصوصاً جبکہ اس صورت میں غالب بلکہ یقینی یہ ہے کہ عورتیں (سر وغیرہ کے چھپانے کا بھی اہتمام نہیں کرتیں اور ان نوکروں کے سامنے) کھلے سر پھرتی

ہیں اور بعض دفعہ خلوت اور تنہائی کی بھی نوبت آجاتی ہے جو کہ حرام ہے اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں۔

جواب سوال پنجم :- سیاہ و سفید کے احکام میں شریعت نے کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جو ان عورت کو ہر حال میں محلِ فتنہ قرار دیا ہے۔ اس لئے سیاہ فام بد صورت عورت کو بھی بلا ضرورت چہرہ کھولنا حرام ہے۔ نیز مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگ سیاہ فام عورتوں کو گوری عورتوں سے زیادہ پسند کرتے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

اے بیک پے بختہ چہ نامی ندیت لک

ہرگز سیاہ چروہ ندیدم بدیں نمک

اور یہ بات مسلم ہے لِكُلِّ سَاقِطَةٍ لَا قِطْعَةَ کہ ہر گری پڑی چیز کے لئے کوئی اٹھانے والا ضرور ہوتا ہے۔

جواب سوال ششم :- (سلیم الفطرت نیک دل پاکباز مرد کو بھی اجنبی جو ان عورت سے بدون سخت مجبوری کے بات چیت کرنا اور بدون شہوت و بدنیتی کے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا) جائز نہیں۔

دلیلیں اوپر گزر چکی ہیں۔ اور یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہؓ کی عورتوں کا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے) چہرہ کھولنا بلا ضرورت تھا (بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے تھا) پھر ضرورت کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کیسے منع فرماتے۔ خصوصاً جبکہ آپؐ حکم شرعی کو عام طور پر اپنے ارشادات میں ظاہر بھی فرما چکے تھے تو اس کے بعد بعض عورتوں کا چہرہ کھول کر آپ کے سامنے آنا - یقیناً) ضرورت کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف قصدِ نظر فرماتے تھے۔ اور یہ ثابت ہے کہ اس وقت بے پردگی کی عام طور سے عادت تھی۔ چنانچہ یہ احادیث ملاحظہ ہوں :-

۱۔ حضرت امّ عطیہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ عید کے دن حیض والی عورتوں اور پردہ میں بیٹھنے والیوں کو بھی (عید گاہ میں) لے جائیں۔ حدیث میں اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس میں ذوات اللہ و کالفاظ (جس کے معنی پردہ میں بیٹھنے والیاں ہیں) اس دعویٰ کو ثابت کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے زمانے میں بے پردگی کی عام عادت نہ تھی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ الحدیث اس کو ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) اس میں عورتوں کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے درجہ کا (گہرا) پردہ کرنا مذکور ہے۔

۳۔ ابو السائب ابو سعید خدریؓ سے ایک نوجوان (صحابی) کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ ہی دن گزرے تھے روایت کرتے ہیں کہ (وہ نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر گیا) تو اس کی بیوی دروازہ پر کواڑوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی نوجوان نے اپنا نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا تاکہ اس پر حملہ کرے اور جوش غیرت سے بے تاب ہو گیا۔ الحدیث اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ

کی رسم اس زمانہ کے لوگوں کی طبیعتوں میں ایسی جمی ہوئی تھی کہ نوجوان صحابیؓ دروازہ پر اپنی بی بی کو کھڑا دیکھ کر طیش سے بیتاب ہو گئے اور قصہ اقلک میں (جس میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا بہتان لگایا تھا) صحابہ کا خالی ہو جانا کا لونٹ پر باندھ دینا اور یہ خیال کرنا کہ اس میں حضرت عائشہ بیٹھی ہیں نہایت مضبوط تائید ہے اس وقت کی ڈولی کی رسم کی اور کھاروں سے بی بی کے نہ بولنے کی (ورنہ ہو جانا باندھنے والوں کو حضرت عائشہؓ کی خاموشی سے شبہ ہوتا کہ شاید ہو جانا خالی ہے ان سب احادیث میں صاف صریح ہے کہ اس زمانہ میں ایسا ہی پردہ تھا جیسا آج کل ہمارے اطراف کے شرفاء کی عورتوں میں رواج ہے۔

جواب سوال ہفتم :- اول تو یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے (بدون دلیل کے) محض خیال کافی نہیں۔ دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حکم امہات المؤمنین کے ساتھ خاص ہے تو

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر جہت سے ان کے ساتھ خاص ہے بلکہ ممکن ہے کہ پردہ کا تیسرا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں تو اپنی ذات سے واجب ہو اور عام مسلمان عورتوں کے حق میں عارض کی وجہ سے واجب ہو۔ اس صورت میں یہ درجہ واجب ہونے میں تو سب کے لئے برابر ہو گا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس پردہ کے واجب ہونے کی علتیں مختلف ہوں۔ ایک یہ کہ محض عزت و احترام کی وجہ سے واجب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ خاص ہو۔ دوسرے یہ کہ فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے واجب ہو یہ سب عورتوں کے لئے عام ہو۔ اور علی الاطلاق یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ پردہ کا تیسرا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ خاص ہے جبکہ دلائل سے اس کا عام طور پر واجب ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ جیسا اوپر مذکور ہوا۔ پھر جن آیتوں میں ازواج مطہرات کو اس پردہ کا حکم دیا گیا ان میں حق تعالیٰ نے حکم کے ساتھ

ہی اس کی علت بھی بیان فرمائی ہے۔ اور وہ علت یہ ہے ذَالِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِنَا (کہ یہ پردہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے) اور یہ علت سب میں مشترک ہے بلکہ ازواج مطہرات کے سوا دوسری عورتوں میں اس کی ضرورت زیادہ ہے کیونکہ حضرات ازواج مطہرات میں تو دونوں طرف فتنہ و فساد کے اسباب موجود نہ تھے اور دوسری عورتوں میں دونوں طرف ایسے اسباب معدوم نہ تھے اور جب حکم کے ساتھ اس کی علت بھی مذکور ہو تو حکم کا مدار علت پر ہو گا۔ جہاں علت موجود ہوگی وہاں حکم بھی ضرور ہو گا اور یہ بات بہت ظاہر ہے تو اب یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ کیونکر خاص ہو سکتا ہے۔

الحمد للہ بقرہ ضرورت جو ثابت ختم ہو گئے۔ اگر زیادہ تفصیل

کی ضرورت ہو تو حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ القول بالصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب اور لطائف رشیدیہ

مولفہ حضرت مولانا گنگوہیؒ ملاحظہ فرمایا جاوے اب ایک بات بطور تذیل کے عرض کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

تذیل ۱

اگر اس وقت بے پردگی یا کم پردگی کی اجازت دی جائے قطع نظر ترک واجب کے جس کا بدلیل اثبات ہو چکا ہے۔ یقینی بات ہے کہ چند روز میں اس کی ایسی نوبت پہنچ جائے گی جس کی ان احیان پردہ کو بھی کہیں برائے نام گنجائش نہ ملے گی۔ پھر یہ حامیان پردہ میں داخل ہو کر انتظام کرنا چاہیں گے اور ان کے قابو سے نکل جائے گا۔ اور پچھتائیں گے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ
یوم الجمعہ ۲۶ فروری الحجہ ۱۴۰۶ھ

تمتہ تذیل

قولہ ترک واجب الخ قول اس واجب کا مصداق نفس پردہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور واجبات بھی پردہ کے متعلق متروک

ک۔ القول الصواب قیمت ۳۰ پیسے پتہ: سلاسل اشاعت و نیات حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی ۱۲

ہوں گے جو احادیث میں منصوص نہیں۔ مثلاً (۱) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ عورتیں بدون سخت مجبوری کے نہ نکلیں گی کیونکہ اس صورت بے پردگی یا کم پردگی میں ان کو گھر میں بیٹھنے کی عادت تو متروک ہو جائے گی اور (۲) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ نکلنے کے بعد وہ سڑک کے کناروں پر دفنی دفنی چلیں گی۔ وسط پر نہ چلیں۔ یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں۔

عن ابن عمر عن النبی ﷺ (ترجمہ) عبد اللہ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے (گھر سے) باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں۔ مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے لئے راستوں میں (چلنے کا) کوئی حق نہیں۔ سوائے

عن ابن عمر عن النبی ﷺ
صلی اللہ علیہ وسلم لیس
للنساء نصیب فی
الخروج الامضطرة الی
قوله ولیس لهن نصیب
فی الطرق الا الحواشی
رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

ک۔ اس ترجمہ میں جو حدیثیں مذکور ہیں ان کا ترجمہ مولوی ظفر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ ۱۲

کناروں کے اس کو طہرائی نے کثیر میں روایت کیا ہے۔

۳۔ اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ جب پردہ نہ رہا اور باہر بھی مردوں سے اختلاط ہونے لگا تو پھر وہ بغیر اذن شوہر کے کسی کو گھر میں نہ آنے دیں گی اور

۴۔ اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس حالت اختیار ہے پردگی میں وہ باہر نکلنے کے لئے ہمیشہ شوہر سے اذن ضروری لیا کریں گی یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں :-

عن معاذ قال قال رسول الله (ترجمہ) حضرت معاذ (بن جبل) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تاذن فی بیت زوجها الا باذنه ولا تخرج وهو کاره ولا تطیع فیہ احدا رواه الطبرانی الکبیر والحاکم فی المستدرک والبیہقی سنہ

کیر میں ہر حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں روایت کیا ہے۔

۵۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ جب دل کھل گیا تو وہ قصداً کسی اجنبی کو نہ دیکھیں گی اور

۶۔ اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ ان کو کوئی اجنبی نہ دیکھے گا۔ یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں۔

عن علی انه کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای شی خیر للمرأة فسکتوا قال فلما رجعت قلت لفاطمة ای شی خیر للنساء قالت لا یرین الرجال ولا یرونهن فذکرت ذلك للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال فاطمة بضعة منی رواه البزار والدارقطنی فی الافراد

عزیز کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے کوئی بہتر بات سب سے بہتر ہے اس پر صحابہ خاموش ہو گئے (اور کسی نے جواب نہ دیا) حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے وہاں سے آکر حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ نہ مردوں کو دیکھیں نہ مردوں کو دیکھیں۔ میں نے یہ عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا فاطمہؓ میری نخت جگر ہے (اس لئے کہ وہ سب سے بہتر عورت تھیں) اس کو بڑاؤ نہ (منہ میں) اور دارقطنی نے غزوہ میں روایت کیا ہے۔

۷۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس حالت میں ان کو دیکھ کر اجنبی مردوں کے دل میں شیطانی وسوسے نہ آویں جن کا انسداد لب کامل پردہ سے ہو رہا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المرأة تقبل فی صورة شیطان و تدبر فی صورة شیطان رواہ مسلم۔ (ترجمہ) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔ اس کو شیطان رواہ مسلم۔

۸۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ ناگہانی نظر پڑنے کے بعد فوراً نظر کو ہٹا دیا جائے گا اور کامل پردہ میں تو دوبارہ نظر کا قصد ہی نہیں ہوتا۔ یہ اس حدیث میں مذکور ہے۔

عن جابرؓ بن عبد اللہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءة فامرني ان اصرف بصری رواہ مسلم۔ (ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپناک نظر پڑ جانے کے متعلق (حکم) دریافت کیا تو مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ (فورا) نظر کو اٹھا لو۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۔ اور اس کا کیا انتظام ہو گا کہ غیر محرم سے بلا ضرورت اور بے تکلف باتیں نہ کیا کریں گی اور بضرورت بات کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لیا کریں گی کیونکہ اب تو پردہ کے سبب مختصر کلام کی نوبت نہیں آتی۔ اس لئے قلیل کا انتظام آسان ہے اور خود طبیعت میں بھی خلج غائب ہے۔ اس کا ذکر ان حدیثوں میں ہے۔

عن عمرؓ وقال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکلم النساء الا باذن ازواجهن رواہ الطبرانی فی الکبیر وعن الحسن مرسلًا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تحدثن من الرجال الا محرارواہ ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ (ترجمہ) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورتوں سے بدون شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور حسن (بصری) سے مرسلًا روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں اس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ بالخصوص شوہر کے اقارب کو بے تکلف آمد و رفت اور خلا ملا سے روکا جائے گا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عقبۃ بن عامر قال (ترجمہ) عقبۃ بن عامر سے روایت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء کے پاس آنے جانے سے بچو کسی فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا رسول اللہ شوہر کے اللہ علیہ وسلم ارایت بھائی (یا باپ وغیرہ) کا کیا حکم الحموا قال الحموا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم الموت رواہ البخاری نے فرمایا۔ شوہر کا بھائی (باپ وغیرہ) تو موت ہے۔ اس کو ومسلم۔ بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

۱۱۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس بے تکلف اختلاط اور ارتباط میں کبھی خلوت کا موقع پیش نہ آوے گا۔ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بامراة الاکان اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ثالثهما الشیطان رواہ کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی الترمذی (من جریدة میں ملتا ہے تو ان کے ساتھ الانصار الخامس المحرم تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے ۴۷۵)

(یہ روایت اخبار الانصار باب ۵ محرم ۴۷۵ سے ماخوذ ہیں۔

یہ تو آخرت کی مضرتیں ہیں اور دنیا میں اس مس سے کبھی حرمت و مصاہرۃ بھی لازم آجاتی ہے۔ جس سے عمر بھر کے لئے فیلی حرام ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس حالت میں عورتیں زیب و زینت سے نہ نکلیں گی اور میلی کچلی نکلنے کو ذلت سمجھیں گی۔ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عائشةؓ قالت بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد اذا دخلت امرأة من مزينة ترفل في زينة لها في المسجد فقال النبي صلى الله عليه وسلم ايها الناس انهر انساءكم عن لبس الزينة والتبخر في المسجد فان بني اسرائيل لم يلعنوا حتى ليس نساء هما الزينة وتبختروا في المساجد رواه ابن ماجه.

۱۴۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ عورتیں باہر نکلنے کے وقت عطر وغیرہ نہ لگاؤں گی اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن ابی موسیٰ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراة استعطرت نموت علی قوم لیجدوا ریحها فہی زانیة وکل عین زانیة رواہ النسائی وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحہما اور رواہ الحاکم ایضا وقال صحیح الاسناد (من الترغیب والترہیب للمندری

(ترجمہ) ابو موسیٰ (اشعری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زناکار ہے اور ہر آنکھ (جو اس کو دیکھے) زناکار ہے اس کو نسائی نے (سنن میں) اور ابن خزیمہ (لکن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی (متدرک میں) روایت کیا ہے۔ اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے (یہ سب روایات ترغیب و ترہیب منذری سے ماخوذ ہیں)۔

۵۱۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ چہرہ اور کھس۔ کھولنے کی

حالت میں سر اور ساعدہ اور حلقوم وغیرہ بالکل مستور رہے گا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے

عن اسماء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحيض لن یصلح ان یری منها الا هذا وهذا وأشار الی وجهه وكفیه رواہ ابن داؤد (وقدمنا الحدیث فی اصل التقرير مع درجۃ هذا الستر)

ترجمہ (حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ مرد اس کے کسی عضو کو دیکھیں سوا اس کے اور اس کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا (کہ بس ان دونوں کا کھولنا جائز ہے) اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث اصل جواب میں بھی گزر چکی اور وہیں اس پر پردہ کا درجہ بھی بتلادیا گیا ہے۔

۱۶۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ شوہر جب عورت کو ان حدود سے ذرا نکلتا دیکھے گا تو وہ بالا التزام و بالدوام اس کو زجر کیا کرے گا۔ ورنہ دیوث کی وعید میں داخل ہو گا۔ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عمار بن یاسر رفعہ (ترجمہ) حضرت عمار بن یاسر سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص بھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ النساء ومدمن الخمر دیوث اور مردانی شکل بنانے والی عورتیں اور ہمیشہ شراب پینے والے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ دیوث کون علی اہلہ للکبیر مطولا۔ ہے۔ فرمایا جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے اس کو طربانی نے کبیر میں طول کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۷۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ جب مردوں اور عورتوں میں خلاطا ہو جائے گا تو کبھی ایسا موقع نہ ہو گا کہ مرد عورتوں کے

درمیان چلنے لگے۔ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

(ابن عمرؓ) نہی النبی (ترجمہ) عبد اللہ بن عمرؓ سے
صلی اللہ علیہ وسلم ان روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
یمشی الرجل بین اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو
المرأتین لابی داؤد (من عورتوں کے درمیان چلنے سے
جمع الفوائد) منع فرمایا ہے۔ اس کو ابو داؤد نے
روایت کیا ہے (یہ سب روایت
جمع الفوائد سے ماخوذ ہیں۔

۱۸۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ ان کے چلنے میں زیور کی
آواز مطلقاً پیدا نہ ہوگی اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ جُجُلِينَ (ترجمہ) اور عورتیں اپنے
لِیُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ پیروں کو زمین پر نہ ماریں تاکہ
(مردوں کو) ان کی مخفی زینت
معلوم ہو جائے۔

۱۹۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ باہر نکلنے کے وقت عورتیں

مردانہ جوتے نہ پہنیں گی اس کا ذکر اس حدیث میں ہے

عن ابن ابی ملکۃ قال (ترجمہ) ابن ابی ملیحہ سے
قیل لعائشۃ ان امراة تلبس روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ
النعل قالت لعن رسول سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردانہ جوتا پہنتی ہے۔ فرمایا کہ
الرجلة من النساء رواہ ابو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
داؤد (من المشکوۃ) مردانی شکل بنانے والی عورتوں پر

لعنت فرمائی ہے۔ اس کو ابو داؤد
نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ)

۲۰۔ اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ عورت کبھی بدون محرم کے
سفر نہ کرے گی۔ جس کی ممانعت کی احادیث مشہور ہیں۔
تمت التمتہ۔

رفع اشتباہ

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک پر اس

... صحیح نہیں۔ نہ مرد ویسے رہے نہ عورتیں دیسی رہیں۔

ضرورت کا انکار نہیں ہو سکتا بالکل اس شعر کا مصداق ہو گا۔

در میان قعرں در یا تختہ بدم کرده
بازی گوئی کہ دامن ترکمن ہیشار باش

(کتبہ اشرف علی بعد نصف اشہر من کتابۃ الاصل)

ضمیمہ

اس میں تین جزو ہیں۔ اول کے دو مضمون بعنوان تفریع (بالغاء) و تفریع (بالقاف) اس احقر کے ہیں جس کو رسالہ قبول الصواب فی شمول الحجاب پر (جو کہ بحث پردہ پر ایک نو تعلیم یافتہ کا جدید روشنی والوں کے مذاق کے موافق لکھا ہوا ہے) بطور تائید کے لکھا تھا۔ اور ایک مضمون مولوی حبیب احمد صاحب کا جو ایک اخباری مشورہ کا جواب ہے فتویٰ بالا کے مناسب ہونے کے سبب اس کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔

جزو اول تفریع نقلی و شرعی

جو آیات و احادیث اوپر گزری ہیں اور ان سے جو اصول

نہ باعتبار حالت کے نہ باعتبار خیالات کے نہ ضرورتیں اس درجہ کی رہیں اور نہ حدود و تعزیرات باقی رہے جو مفاسد محتملہ کے مانع و قانع تھے ایسے ہی قیاس کی نسبت مولانا فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود گیر مگر چہ ماند در نوشن شیر و شیر

فرع انتباہ

ان مذکورہ بے انتظامیوں اور بے احتیاطیوں کی حالت میں جو کہ حمہ میں مذکورہ ہیں اور ان حالات و خیالات کے تفاوت میں جو کہ رفع اشتبہ میں مذکور ہیں خصوص جبکہ اس کے ساتھ تعلیم حال بھی مجتمع ہو جاوے کہ اس وقت اس کی بھی کوشش کی جا رہی ہے اور جس کے لئے آزادی و بیباکی لازم یعنی ہے۔ سو اس مجموعی فضا میں جبکہ عورتیں اس شعر کا مصداق ہو جائیں گی۔

ویداری نمائی دیر ہیزی کنی بازار خولیش آتش ماتیزی کنی
لور مرد اس شعر کا مصداق ہو جاویں گے۔

لحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوال عقل باور محمد کر مضاں اندیشہ
پھر مسلمین کا قوم سے حظ عفت کی فرمائش کرنا (جس کی

مستطب ہوئے جن کا حاصل سدِ بابِ فتنہ ہے۔ ان کی بناء پر فقہائے اسلام نے جو کہ حکمائے امت ہیں جو فتاویٰ ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض کو نمونہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے (۱) عورت کا جری نماز میں پکار کر قرأت کرنا جائز نہیں (۲) عورت کالج میں لیبیک پکار کر کہنا جائز نہیں (۳) اگر عورت مقتدی ہو (مثلاً اپنے زوج یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے) اور امام کو کچھ سو ہو گیا تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار دے تاکہ امام اس کو سن کر سمجھ جاوے کہ میں کچھ بھولا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کر لے (۴) جو ان عورت کا نام محرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں (۵) جب قرأت بالجہر و تبلیہ بالجہر اور سہو امام کے وقت سُبْحَانَ اللہ کہہ دینا جیسا مرد مقتدی کہہ دیتا ہے اور سلام جائز نہیں تو بلا ضرورت کلام کرنا یا اشعار سنانا یا خط و کتابت کرنا جو کہ کلام سے زیادہ جذبات کو ہیجان میں لانے والا ہے۔ یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ اس وقت متعارف ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جاتا ہے کیسے جائز ہوگا؟ (۶) اجنبیہ سے بدن دینا جائز نہیں (۷) تو اس کا ہاتھ ہاتھ میں لینا جیسا جاہل یا بے احتیاط پیر بیعت

دست بدست کرتے ہیں کیسے جائز ہوگا؟ (۸) اجنبیہ کے بدن سے متصل کپڑے پر میلانِ نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔ (۹) آئینہ یا پانی پر جو اجنبیہ کا عکس پڑتا ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں اس بناء پر اس کا نوٹ دیکھنا جائز نہیں (۱۰) اجنبی مرد کے سامنے کاچا ہوا طعام عورت کو کھانا یا بالعکس اگر نفس کو اس میں لذت ہو مکروہ ہے۔ (۱۱) رضاعی بھائی اور دلداد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا (گو یہ سب محارم ہیں) مگر فتنہ زمانہ پر نظر کر کے ان سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے (۱۲) عورت کے بال اور ناخن کو بدن سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں (۱۳) اجنبی عورت کے تذکرے سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں (۱۴) اجنبیہ کے تصور سے لذت لینا حرام ہے (۱۵) حتیٰ کہ اگر اپنی بی بی سے متمتع ہو اور تھوڑا اجنبیہ کا کرے وہ بھی حرام ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ بروئے ایک حدیث کے شیطان کے جال ہے جال سے جس قدر احتیاط ضروری ہے اسی قدر اس سے حضرت مولانا رومیؒ نے دفتر پنجم ”سبب کشن ابراہیم خروس“ کی سرخی میں اس مضمون کو ایک خاص عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔

گفت الیس لعین واداردا دام رفتے خواہم ایں اشکاردا
اس کے بعد اسباب فتنہ کے پیش کئے جانے کا اور ابلیس
کے راضی نہ ہونے کا پھر سب کے آخر میں اس زبردست جال کو
دیکھ کر اس کے خوش ہونے کا اور اس کو کافی سمجھنے کا ذکر فرمایا
ہے۔

چونکہ خوبی زمان ما لو نمود کہ ز عقل و صبر مردا می رود
پس ز دامنک برقص اند رفتو کہ یدوز دتر رسیدم بر مرلو
چوں بدید آں چشمہائے بد خداد کہ کند عقل و خردور خداد
واں صفائے عارض آں دلبراں کہ بسوزد چوں سپند ایں دلبراں
روئے و خال و لب و لب چوں عتیق گویا خور تافت از پردہ رقیق
قد چوں سرد خراں در چمن خد بھوں یا سیں و نسترن
چونکہ وید آں غنچ بر جست لوسبک چوں تجلی حق از پردہ تنک
علے شدوالہ و حیران و دنگ زان کرشم و زان دلال نیک شک

جزو دوم تفریع عقلی و طبعی

دلدادگان تہذیب جدید عقل و فطرت و مشاہدہ پر اتنا دم

دیتے ہیں کہ اس کے پیچھے اکثر شریعت کو رد کر دیتے ہیں۔ مگر اس
مسئلے میں کو رد نہ تقلید یورپ نے ان کے جذبات و فلسفے کو ایسا چڑا لیا
کہ یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ مسئلہ تو ایسا صریح عقلی بلکہ طبعی ہے کہ
اگر شریعت اس سے کچھ بھی تعرض نہ کرتی تو بھی ایک طرف طبعی
غیرت اور اخلاقی شرافت اور دوسری طرف واقعات کا مشاہدہ ہر
صحیح المزاج سلیم الفطرت کو پردے کی ضرورت پر مجبور کرتا یہ تو
شریعت کا احسان ہے کہ ہمارے قوائے حیۃ و نفسیہ کو تعجب سے بچا
کر مفت اس مسئلے کی تعلیم فرمادی۔ جس کی ان حضرات نے یہ
قدر کی سچ ہے۔

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار کے شناسد ظالم از مظلوم زار
اس لئے سخت ضرورت ہے کہ اس مضمون کو ان اشعار دعا کیسہ
کے قبل ختم نہ کیا جاوے۔

اے خدا اگر میرے دل کو بے غرض ہے غرض دل کے لئے بس المرض
جب غرض سے دل ہو خالی اے خدا بھر دے اپنے عشق سے سرتبہ پا
نور مرے تن میں بجائے آب و گل درو دل ہو درو دل ہو درو دل

واللہ المعجب لكل دعاء ومنہ الاجزاء والیہ الاحشاء۔ ریح الثانی ص ۳۳

جز و سوم ایک اخباری مشورہ کا جواب در بارہٴ حجاب

الانصار میں ایک مضمون بعنوان (علماء امت شرعی پردہ کی تشریح کریں) شائع ہوا ہے جو کہ اخبار ہمدرد سے ماخوذ ہے۔ اس میں علماء سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس باب میں ایک مفصل فتویٰ شائع کریں اور بصورت ایسا نہ ہونے کے دھمکی دی گئی ہے کہ جب رفتار زمانہ نے وہ کچھ کر دیا جو نہ ہونا چاہئے تھا تو کسی کے کئے دھرے کچھ نہ بن سکے گا۔ اور جس طرح انگریزی کی تعلیم کے متعلق مسلمان رو رہے ہیں اور پچھتارہے ہیں اسی طرح پردہ کے متعلق بھی کتب افسوس ملنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔ اور اس کے متعلق اپنی رائے کے اظہار یوں کیا گیا ہے کہ غالباً یہ آزاد خیالی کی افراط ہے اور ہمارا مروجہ پردہ تفریط کے درمیان ایک بہترین راستہ خیر الامور اوسطہا کے بموجب نکالا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علماء سے کسی متفقہ فتویٰ کی توقع رکھنا تو محض فضول ہے۔ کیونکہ علماء

دو قسم کے ہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے۔ اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے پس جبکہ ان کے مقصد میں اختلاف ہے تو رایوں میں بھی اختلاف لازم ہے اس کے علاوہ بعض کی نظر عمیق ہوتی ہے اور بعض کی نظر سطحی۔ اس لئے بھی ان میں اتفاق قریب قریب ناممکن ہے۔ پھر ہندوستان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو علم دین سے اصلاً واقفیت نہیں رکھتے اور مذہب میں مداخلت کر کے علماء کے منصب کو غصب کر چکے ہیں۔ اب اگر مذہبی علماء اتفاق بھی کر لیں تو ان بہر و پیوں کا اختلاف تو بہر حال قائم رہے گا۔ پس جبکہ کسی امر پر اتفاق ناممکن ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں عورتوں کا پردہ داری پر اتنا لازم ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار کا بیان ہے تو اب ہمیں بجز فصبر جمیل پڑھنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اور ہمیں اس پردہ داری اور اس کے شرمناک نتائج کے دیکھنے کے لئے اسی طرح آمادہ رہنا چاہئے جس طرح ہم انگریزی کے خطرناک نتائج دیکھ رہے ہیں۔ مضمون نگار میں اگر ایمان و انصاف کا کوئی حصہ ہو تا تو وہ ان لوگوں کی رائے کی قدر کرتا جو انگریزی پڑھنے کو کفر کہتے تھے۔ کیونکہ واقعات نے ان کے خیال کی صحت

کو روز روشن کی طرح صحیح ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ آج جس قدر فتنے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ سب انگریزی پڑھنے کے برکات ہیں۔ چنانچہ کسی طرف سے آواز آتی ہے کہ مذہب ہماری پستی اور تباہی کی جڑ ہے اس کو چھوڑ دو۔ کسی طرف سے شور ہوتا ہے کہ سود نہ لینا ہی مسلمانوں کی تباہی کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے خوب سود لو۔ کوئی آواز دیتا ہے کہ پردہ ظلم ہے وحشت ہے۔ مانع ترقی ہے اسے اٹھا دو۔ کوئی چیختا ہے کہ خدا نے کمسنی کی شادی کو جائز رکھ کر قوم کو نقصان پہنچایا۔ اسے منسوخ کر دو۔ کوئی کہتا ہے کہ شادیوں کے امتیاز نے ہماری قومی منافرت کو بڑھا دیا ہے اور یہ خدا کی غلطی ہے اس لئے اسے منسوخ کر کے مخلوط شادیوں کو رواج دو۔ کوئی کہتا ہے کہ پرانے فقہ نے ہمیں تباہ کر دیا۔ نیا فقہ بناؤ۔ جس میں تمام حرام چیزیں حلال کر دی جائیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جبریہ تعلیم کے ذریعے سے اسلام کا خاتمہ کر دو وغیرہ وغیرہ۔ الغرض دنیا میں ہر طرف یہ ہی شور ہے اور یہ شور صرف انگریزی والوں نے اٹھا رکھا ہے جس میں دنیا پرست مولوی بھی شریک ہو گئے ہیں۔ اور یہ تمام واقعات اس کی تصدیق

کر رہے ہیں کہ ان بد رنگوں کی رائے نہایت صحیح تھی جو انگریزی کو اسلام کے لئے خطرناک سمجھ کر مسلمانوں کو اس سے بچنے کی رائے دیتے تھے۔ لیکن مضمون نگار بجائے ان کی تصویب کے الٹا ان کو یہ قوف بناتا ہے اور یہ بھی اسی انگریزی کا اثر ہے نیز وہ کہتا ہے کہ جس طرح مسلمان آج انگریزی کی مخالفت پر رو رہے ہیں یوں ہی وہ کل پردہ مروجہ کی حمایت پر پھپھتائیں گے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو مسلمان انگریزی کے مخالف تھے۔ نہ کبھی پھپھتائے اور نہ وہ پھپھتائیں گے۔ جو پردہ مروجہ کی حمایت کرتے ہیں بلکہ جس طرح مخالفین انگریزی آج اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہیں۔ یوں ہی حامیان پردہ پردہ داری کے مفاسد کو دیکھ کر کل کو اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہوں گے۔ جبکہ ہندوستان علانیہ زنا اور فسق و فجور کی وجہ سے رھب یورپ ہو گا اور نہ ہندوستان میں کوئی صحیح المعنی طے گا اور نہ کوئی شریف اور اس سے زیادہ اس وقت خوش ہوں گے جبکہ مرنے کے بعد ان ظالموں کو ان کی بغاوتوں کی سزا دی جائے گی اور ان کو ان کی حریت اور تمدن کا مزہ چکھایا جائے گا۔ الغرض نہ مسلمانوں کو انگریزی کی مخالفت پر پھپھتانے کی کوئی

وجہ اور نہ پردہ مروجہ کی حمایت پر۔ اگر بد دینوں نے انگریزی کے باب میں علماء کی مخالفت کی تو اپنا ہی ضرر رکھا۔ علماء کا کچھ نہیں بگاڑا۔ اسی طرح اگر وہ اب پردہ کی مخالفت کریں گے تو بھی اپنا ہی نقصان کریں گے اور علماء کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ رہی یہ بات کہ علماء اگر کسی معتدل بات پر متفق ہو جاویں تو اس فتنہ کی آگ رک سکتی ہے سو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جن باتوں پر علماء متفق تھے ان میں اہل ہوئی نے کب ان کا ساتھ دیا۔ اسی طرح اگر پردہ کے باب میں وہ متفق ہو جاویں تو جن کے دماغوں میں حریت کی ہوا بھر چکی ہے اور جن کو آزادی کی چاٹ لگ گئی ہے وہ علماء کے فتویٰ کو کب مانیں گے۔ ایسی حالت میں علماء کو حق پر قائم رہنا لازم ہے۔ خواہ اہل ہوئی ان کے ساتھ موافقت کریں یا مخالفت۔ علماء صحیح راستہ بتانے کے ذمہ دار ہیں اور لوگوں کے عمل کے ذمہ دار نہیں۔

وَلَكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

اب ہم مضمون نگار کی اس رائے کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں جس کو اس نے خیر الامور اوسطھا کہا ہے اور کہتے ہیں کہ

مضمون نگار کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ عورتوں کو اتنا مقید کیا جاوے۔ کہ وہ گھروں کے اندر محبوس رہیں اور نہ اتنا آزاد کہ کھلے بندوں پھر میں بلکہ ان کو برقع میں لپیٹ کر آزادی دی جائے۔ جیسے مسٹر محمد علی آزاد ہیں۔ لیکن اس میں اول تو یہ کلام ہے کہ یہ تجویز آپ نے قانون شرعی کی بناء پر کی ہے یا اپنی ذاتی رائے سے اگر آپ نے یہ تجویز کسی شرعی قانون کی بناء پر کی ہے تو اس کو پیش کیا جاوے اور اگر ذاتی رائے سے کی ہے تو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ دین الہی میں اپنی رائے کو دخل دیں اور اگر آپ نے یہ تجویز خیر الامور اوسطھا سے استنباط کی ہے تو پھر ہمیں منتظر رہنا چاہئے کہ آپ ایک دن توحید خالص کو افراط اور شرک ہنود کو تفریط قرار دے کر عیسائیوں کی تثلیث کو خیر الامور اوسطھا قرار دیں گے، اے اللہ کے بندو تم کیوں خدا کے دین کے پیچھے پڑے ہو اور تم نے کیوں اس کی تباہی کا یزید اٹھا رکھا ہے۔ اگر تم درحقیقت اسلام سے گھبرا گئے ہو اور تم کو خدا کے قوانین کا تسلیم نہیں تو صاف اپنے ارتداد کا اعلان کر دو۔ دوسرے مسلمان تو تمہارے شر سے قح جائیں گے۔ اسلام کا دعویٰ کرنا اور خدا کے دین کو ظلم اور

جبر اور خلاف مصلحت، مثلا کر اس کی تحریف کرنا بالکل انسانیت کے خلاف ہے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ پردہ مروجہ بھی اس پردہ سے گرا ہوا ہے جس کو شریعت لازم کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سے غیر محرموں سے پردہ نہیں کیا جاتا۔ جیسے چچا زاد بھائی۔ ماموں زاد بھائی اور جن سے پردہ کیا جاتا ہے ان سے پردہ میں کافی احتیاط برتی جاتی ہے۔ اس لئے شرعاً اسے اور سخت کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں کوئی تخفیف نہیں ہو سکتی۔ پردہ سے شریعت کا مقصود عفت ہے۔ پس جو طریق ایسا اختیار کیا جائے جس میں عفت پر اثر پڑے وہ شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ عورتیں کھلے منہ پھریں یا برقعہ اوڑھ کر۔ کیونکہ جب کوئی عورت برقع اوڑھ کر غیر مردوں کے ساتھ اختلاط کرے گی اور ان سے بے تکلف باتیں کرے گی تو اول تو مرد اس کی ذاتی حیثیت کو (کہ خوبصورت ہے یا بد صورت) جو ان ہے یا بوڑھی وغیرہ) خود نظر سے اور انداز گفتگو سے بھانپ لیں۔ اور اگر بالفرض نہ بھانپ سکیں تو وہ ان باتوں کے معلوم کرنے کی کوشش کریں گے جس سے عفت خطرہ میں پڑ جاوے گی۔ دوسرے خود عورتیں برقع کی جالی سے مردوں کو دیکھیں گی اور

چونکہ عورتوں میں بھی جذبات شہوانی ہوتی ہیں۔ اس لئے جو مرد انہیں پسند ہو گا اس کے پھانسنے کی وہ خود کوشش کریں گی۔ اور جب عورتیں خود طالب ہوں گی تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ برقع کیا کام دے سکتا ہے۔ اس لئے برقع کے ساتھ عورتوں کو مردوں کے ساتھ ربط ضبط اور غلاما کی اجازت دینا ضرور شرعی مقصد کے خلاف ہے اور وہ بھی بے پردگی میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح شارع نے مردوں کو غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے یوں ہی اس نے عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں کے دیکھنے سے روکا ہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین کے اس سوال کے جواب میں کہ ابن ام مکتومؓ تاہینا ہیں وہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے ان سے پردہ کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا تھا کہ وہ تاہینا ہیں تم تو تاہینا نہیں ہو۔ پس اگر وہ تم کو نہ دیکھیں گے تو تم تو انہیں دیکھو گی۔ پھر پردہ کیا ہوا۔ اس سے شرعی پردہ کی حقیقت خوب واضح ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور ان کے بعد کے مسلمانوں سے کہیں منقول نہیں کہ وہ اپنی بیویوں اور رشتہ داروں

کو برقع اڑھا کر اپنے ساتھ لئے پھرتے ہوں۔ اور ان کو مردوں کے مجمع میں شریک کرتے اور ان سے لیکچر دلاتے اور تقریریں کراتے اور دوست آشناؤں سے ملاقاتیں کراتے ہوں۔ پس اگر شرعی پردہ وہ ہوتا جس کو آج خیر الامور اوسطھا کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ حضرات عورتوں کو اس طرح مقید کرتے اور آزاد خیالوں کے خیال کے موافق ان پر ظلم کرتے۔ دیکھو جس جہاد سے واپسی میں واقعہ اٹک لے پیش آیا ہے اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہؓ تھیں مگر برقع پہنے ہوئے اور آزاد نہ تھیں۔ بلکہ آج کل کی عورتوں کی طرح محمل میں تھیں۔

اسی طرح جنگ جمل میں بھی حضرت عائشہؓ برقع پوش نہ

یعنی تہمت کا واقعہ

تھیں بلکہ محمل تھیں۔ اگر اس زمانہ میں برقع پہن کر آزادانہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو محمل کی کیا ضرورت ہوتی۔ اور اس زمانہ میں برقع پہن کر شہروں میں اور جنگلوں میں اور مجموعوں میں عام طور پر پھرنا کیوں نہ منقول ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حقیقت شرعی پردہ کی آج بتائی جا رہی ہے وہ ہے جس سے نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے نہ صحابہ تابعین اور نہ ائمہ مجتہدین اور نہ دوسرے مسلمان۔ پھر علماء اس کو شرعی پردہ قرار دے کر اس کے جواز کا فتویٰ کیوں کر دے سکتے ہیں۔

صاحبو! جرائم ہمیشہ سے ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ لوگ چوری بھی کرتے ہیں۔ شراب بھی پیتے ہیں۔ زنا بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ سو اگر تم کو بھی جرائم کا شوق ہے تو شوق سے کرو۔ مگر خدا کے لئے قانون الہی کو نہ بدلو اور جرائم کو خدا کے قانون میں داخل نہ کرو بلکہ جرم کو جرم سمجھو۔ آپنے کو گنہگار سمجھو دوسروں کو بددینی کی دعوت نہ دو۔ ایسا کرنے سے تم مسلمان رہ سکتے ہو اور قانون الہی کی تحریف کر کے جرائم کو قانون خداوندی میں داخل کر کے خدا کو نعوذ باللہ جاہل سمجھ کر دوسروں کو خدا کے دین سے روک کر تم مسلمان نہیں رہ سکتے تمت الضميمة ویتما مها تمت الفتوى بجمع اجزاها ولو اھقھا۔